

## عصمت انبیاء: تالمود اور قرآن حکیم کا مطالعہ

محمد فاروق عبداللہ\*

محمد عبداللہ\*\*

تالمود کو یہود کے ہاں بہت اہمیت دی جاتی ہے بلکہ اس کو وحی غیر مقطوع کی حیثیت حاصل ہے۔ تالمود ان روایات کا مجموعہ ہے جو یہود کے ہاں انبیاء اور اکابر سے سینہ بہ سینہ علماء، کاتبوں، احبار اور پھر ربیوں تک پہنچا۔ روایتی طور پر اہل یہود ایمان رکھتے ہیں کہ خدا نے کوہ سینا پر بزرگ موسیٰ کو لکھی ہوئی شریعت دی۔ تحریری احکام کے ساتھ ساتھ خدا نے موسیٰ کو غیر تحریری احکام بھی دیئے، یہ غیر تحریری شریعت سینہ بہ سینہ اور پشت در پشت منتقل ہوتی رہی، یہود کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے طور سینا پر موسیٰ علیہ السلام پر دو شریعتیں نازل کی۔ مکتوب شریعت اور زبانی شریعت اور یہی زبانی شریعت اصل شریعت ہے، جو اللہ کی مراد اور مکتوب شریعت یعنی تورات کی حقیقی تفسیر ہے۔

چنانچہ یہود کے اندر دہری شریعت کا آغاز ہوا اور چالیس نسلوں تک یہ خفیہ شریعت زبانی منتقل ہوتی رہی اور یہودی زبانی و خفیہ شریعت کی آڑ میں تورات کی من مانی تفسیر کرتے رہے۔ زبانی شریعت کے مکتوب نہ ہونے کی وجہ سے یہودی قوم متعین عقائد پر متفق نہیں تھی۔ ہر یہودی ربی کی اپنی تشریح و تفسیر ہوتی، جس پر اس کے خاندان اور متبعین یقین رکھتے تھے۔

تالمود عبرانی زبان کا لفظ ہے جس کا مادہ لمد ہے۔ عبرانی میں لمد کے معنی وہی ہوتے ہیں جو عربی میں پڑھنا۔ اسی سے تلمیذ بمعنی شاگرد بھی آتا ہے۔ تالمود یہودیت کا مجموعہ قوانین ہے، جو یہودیوں کی زندگی میں تقدس کا درجہ رکھتا ہے اور اسے یہودی مذہب میں دوسرا ماخذ قرار دیا گیا ہے۔<sup>۱</sup>

تالمود یہودیوں کے ہاں حدیث کا درجہ رکھتی ہے تالمود کے دو اجزاء ہیں:

۱- مشنہ۔ ہالاخا (فقہ یہود) کا سب سے اولین مجموعہ، جو دوسری صدی عیسوی تک زبانی منتقل ہوتا رہا۔

۲- ہمارہ۔ یہودی حاخامات نے مشنی کی جو تشریحات لکھی اس کا مجموعہ ہمارہ کہلاتا ہے۔<sup>۲</sup>

اسرائیل کا موجودہ شہر تیوان جو حیفہ اور نزار تھ کے درمیان واقع ہے، تالمود کی پہلی کتاب 'مشنہ' تیوان میں لکھی گئی تھی۔<sup>۳</sup>

\* پی ایچ ڈی اسکالر، شیخ زاید اسلامک سنٹر، پنجاب یونیورسٹی لاہور، پاکستان

\*\* پروفیسر، شیخ زاید اسلامک سنٹر، پنجاب یونیورسٹی لاہور، پاکستان

Leo Auerbach تالمود کے بارے میں لکھتا ہے۔

“MOSES received the *Torah* (the Law) at Sinai and passed it on to Joshua, Joshua to the Elders, the Elders to the Prophets, and the Prophets passed it on to the men of the Great Assembly. They said three things: Be patient in rendering decisions; bring forth many disciples; and make a fence around the *Torah*”.<sup>۴</sup>

موسیٰؑ پر کوہ سینا پر تورات (بمعنی قانون) نازل ہوئی، جو انہوں نے یوشع کو منتقل کی، یوشع نے انبیاء متقدمین کو منتقل کیا، اور انہوں نے اس کلام کو انسانوں کے عظیم گروہ کی طرف منتقل کیا۔ جو تین باتیں کہتے ہیں، فیصلوں کو سہرا انجام دیتے ہوئے صبر سے کام لو، اور اپنے آگے بہت سے شاگرد لاؤ، اور تورات کے نزدیک ایک باڑ بنا دو۔

ایک یہودی مصنف F. Warne تالمود کے بارے میں رقمطراز ہے۔

“THE "Talmud" is a collection of early Biblical discussions, with the comments of generations of teachers who devoted their lives to the study of the Scriptures. It is an encyclopaedia of law, civil and penal, human and divine. It is more, however, than a mere book of laws. It records the thoughts, rather than the events, of a thousand years of the national life of the Jewish people ; all their oral traditions, carefully gathered and preserved with a love devout in its trust and simplicity”.<sup>۵</sup>

تالمود یہود کی ابتدائی مباحث پر مشتمل کتاب ہے اساتذہ کی کئی نسلوں نے الہامی مخطوطات کا مطالعہ کرنے میں اپنی زندگیاں وقف کی ہیں۔ چنانچہ تالمود قانون، شہری، تعزیراتی، انسانی اور الہامی قوانین کا انسائیکلو پیڈیا ہے۔ یہ قانون کی کسی کتاب سے بالاتر کتاب ہے، اس کتاب نے یہود کی ہزاروں سال کی تاریخ کے محض واقعات کو نہیں بلکہ خیالات تک کو بیان کیا ہے، یہود کی تمام زبانی روایات کو بڑی احتیاط سے محبت، اخلاص اور امانت کے ساتھ جمع کر کے محفوظ کیا گیا ہے۔

## تالمود کی اقسام:

تالمود کی دو اقسام ہیں۔ ایک تالمود کو ”فلسطینی تالمود“ یا ”یروشلمی تالمود“ کہا جاتا ہے۔ اسے ”مغربی تالمود“ بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اس کی زبان مغربی ارامی ہے۔ یہ تالمود، دوسری، تیسری اور چوتھی صدی عیسوی میں یہودیوں کو ایذا رسانوں کی وجہ سے نامکمل رہ گئی۔ اس تالمود پر تیریاں میں کام ہوا۔ دوسری تالمود ”بابلی تالمود“ کہلاتی ہے اور یہ مشرقی ارامی میں لکھی گئی تھی۔ اس پر بابل میں رہنے والے یہودی علماء نے کام کیا ہے۔ یہ فلسطینی تالمود سے تین گنا بڑی ہے اور یہودیوں میں بابلی تالمود کو مستند اور معتبر مانا جاتا ہے نہ کہ فلسطینی تالمود کو۔

یہودی قوم اور مذہب کی بقا بڑی حد تک تالمود کی مرہونِ منت ہے۔ ایذاؤں کے زمانہ میں وہ اپنی تسلی کے

لئے تالمود سے اسباق حاصل کرتے تھے۔ ۶۔

دوسری اور تیسری صدی عیسوی میں یہودی اپنے معبد سے محروم درسِ تورات میں مشغول رہے۔ سلطنتِ روم نے قوم یہود کے لیے یروشلم میں کوئی جگہ نہ چھوڑی تھی۔ چنانچہ وہ بکھر کر موجودہ اسرائیل اور عراق کے دیگر شہروں میں بس گئے۔ تورات کو پڑھنا اور گزرے علماء کے زبانی کلام کو یاد کر کہ اس پہ غور و فکر کرنا ایک عبادت سی بن گئی۔ اس عبادت کے نتیجے میں تالمود وجود میں آئی۔

کورینگیں اس بارے میں رقمطراز ہے۔

کتعانی اور بابلی مدن میں مقیم یہودی علماء نے اپنی زندگی کا مقصد موسیٰ کی تورات کو سمجھنا اور اس پہ عمل کرنا بنا لیا۔ لہذا انہوں نے مشناہ، یعنی انکے گزرے علماء و اساتذہ کی روایات کا مطالعہ اپنا بنیادی موقف بنا دیا۔ اس مطالعہ کے نتیجے میں تفسیر کی دو اقسام ظاہر ہوئیں: (اول) آگادہ۔ تاریخی اور معرفتی روایات (دوم) ہالاخاہ۔

قانونی، اصولی اور اخلاقی روایات۔ ۷۔

دونوں اقسام تورات اور مشناہ کے مطالعہ کا نتیجہ ہیں۔ درحقیقت آج دو الگ مجموعے وجود میں ہیں جن کو ہم تالمود کا نام دے سکتے ہیں۔ ان میں سے ایک پہلے تیار ہوئی جو چوتھی صدی کی پیداوار ہے۔ اس کو یروشلمی تالمود کا نام دیا جاتا ہے۔ دوسری پانچویں صدی میں بابل میں مکمل ہوئی اور اس کو بابلی تالمود کہا جاتا ہے۔ ۸۔

تالمود میں بنیادی طور پر مباحث وہی ہیں جو عہد نامہ قدیم میں بیان ہوئے ہیں اگرچہ کئی مقامات پر تشریح و

توضیح کا انداز عہد نامہ قدیم سے مطابقت نہیں رکھتا۔ اس کتاب میں انبیاء و رسل علیہم السلام کے بارے میں جو

تشریحات پیش کی گئی ہیں وہ واقعاتی تضاد کے علاوہ ان برگزیدگانِ خدا کی جو تصویر پیش کرتی ہیں وہ نہایت ہی قابلِ اعتراض ہے، ذیل میں ہم انبیاء سے متعلق تالمود کے تصور کا جائزہ لیں گے۔

حضرت آدم علیہ السلام اور تالمود:

تالمود حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش، فرشتوں کا انہیں سجدہ کرنا اور ابلیس کا انکار کرنا یہاں تک کہ آدم علیہ السلام کا حکمِ خدا زمین پر نازل ہونا وغیرہ تمام واقعات کے ذکر سے خالی ہے، اس کتاب کا آغاز نسلِ آدم و حوا کے آغاز سے کیا گیا ہے۔

البتہ وفاتِ آدم علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے یہ الفاظ لکھے گئے ہیں۔

“Adam died, nine hundred and thirty years old, when Lemech was sixty-five years of age.....Adam died because he had eaten of the fruit of the tree of knowledge, and through his sin must all his descendants likewise die, even as the Lord has spoken”<sup>۹</sup>

آدمؑ نو سو تیس سال کی عمر میں وفات پا گئے جب لامک کی عمر پینسٹھ سال تھی۔۔۔ آدمؑ کی وفات اس لئے ہوئی کہ اس نے نیک و بد کی پہچان کا پھل کھا لیا تھا اور اس کے گناہ کے سبب اس کی سب نسلیں اسی طرح مرتی ہیں جیسا کہ خداوند بول چکا ہے۔

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ آدم علیہ السلام کی موت کا سبب اس کا گناہ بنا، یعنی اگر اس نے وہ گناہ (شجرہ ممنوعہ کا پھل کھانا) نہ کیا ہوتا تو اس پر موت نہ آتی۔ چنانچہ ان کی موت درحقیقت ان کے گناہ کی سزا معلوم ہوتی ہے، اور اس گناہ کا خمیازہ ان کی ساری نسل کو بھی بھگتنا پڑا۔ ایک منصف مزاج قاری جب یہ عبارت پڑھتا ہے تو وہ اس کے سوا کچھ اور نتیجہ اخذ نہیں کر سکتا کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی ناانصافی ہے کہ اس نے باپ کے گناہ کی سزا میں اس کی تاقیامت آنے والی اولاد کو بھی شریک کر لیا، یقیناً یہ نظریہ عہد نامہ قدیم سے ماخوذ ہے اور اس میں معصوم نبی آدم علیہ السلام کو واضح گناہ گار قرار دیا گیا ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ عہد نامہ قدیم کی تشریح میں یہود کا نظریہ یہی ہے کہ آدمؑ گناہ گار تھے اور ان کا گناہ آنے والی نسلوں میں موجود ہے۔

جبکہ قرآن مجید میں واضح ارشاد ہے۔

﴿وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ إِلَّا عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ﴾<sup>۱۰</sup>

اور جو شخص بھی کوئی عمل کرتا ہے اور وہ اسی پر رہتا ہے اور کوئی کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

## حضرت نوحؑ اور تالمود:

حضرت نوحؑ کے بارے میں تالمود میں لکھا ہے۔

“Noah found grace in the eyes of the Lord ; and God selected Noah and his family from all the people of the earth, to keep them alive through the destruction which He designed”.

نوح خدا کی نظر میں مقبول ہوا اور خدا نے زمین کے سب لوگوں میں سے اسے اور اس کے خاندان کو چنا، تاکہ تباہی سے انہیں محفوظ رکھے جس کا اس نے ارادہ کیا تھا۔

یہاں ایک تضاد عہد نامہ قدیم اور تالمود میں واضح بطور پر موجود ہے کہ ایک مقام پر لکھا ہے کہ خدا نے نوحؑ کو چنا، لیکن جب نبوت دی تو نوح اور ان کے خاندان کے ایک اور فرد حنوک بن قابیل کے بیٹے متوشالح کو بھی منصب نبوت پر سرفراز کیا۔

“And it came to pass in the four hundred and eightieth year of the life of Noah, that the only righteous ones left in that generation were Methusaleh, and Noah with his family. Then the word of the Lord came to Methusaleh and Noah, saying :”  
Go forth, proclaim to all mankind, I Thus saith the Lord. Turn from your evil inclinations”.

اور وقت گزرتا گیا اور نوح کی زندگی کے چار سو اسی کے سال میں نوح اور اس کے خاندان کے علاوہ صرف ایک راست باز شخص بچا اور وہ متوشالح تھا، تب خدا کا کلام متوشالح اور نوح پر نازل ہوا، جاؤ سب انسانوں میں اعلان کرو، خدا کہتا ہے کہ اپنی بدی کی رغبتوں سے منہ موڑو۔

اگر ہم عہد نامہ قدیم کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہاں متوشالح کو خدا کی طرف سے نبوت عطا کرنے کی کوئی وضاحت نہیں ہے بلکہ عہد نامہ قدیم میں لکھا ہے۔ کتاب پیدائش ملاحظہ ہو۔  
لیکن خداوند کے حکم کے مطابق زندگی گزارنے والا ایک آدمی تھا۔ وہی نوح کہلاتا ہے۔<sup>۳</sup>  
دوسرے مقام پر لکھا ہے۔ ”پھر خداوند نے نوح سے کہا، اس زمانے کے لوگوں میں تو تمہارا راست باز ہے۔ اس وجہ سے تو اپنے تمام اہل خاندان کو ساتھ لے کر کشتی میں سوار ہو جا۔“ ۱۴

چنانچہ تالمود اور عہد نامہ قدیم میں تضاد سے حضرت نوحؑ کی عصمت و نبوت پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا متوشالح ان کی نبوت میں شرکت دار تھا؟ اور اگر جواب ہاں میں ہے تو اس کی وضاحت عہد نامہ قدیم میں کیوں نہیں ہے۔ جبکہ تالمود میں لکھا ہے۔

Noah and Methusaleh went forth and spoke these words of the Lord to the people. Every day, from morning until night, they addressed the people, but the people heeded not their words.<sup>۱۵</sup>  
 نوح اور متوشالٰح لوگوں کے درمیان گئے اور انہیں خدا کے الفاظ سنائے، ہر روز صبح سے شام تک انہوں نے لوگوں سے خطاب کیا لیکن لوگوں نے ان الفاظ پر توجہ نہ دی۔

ایک اور مقام پر تاملود میں لکھا ہے۔

And again the Lord spoke to Methusaleh and Noah, saying :  
 "Once more call mankind to repentance; call once again, ere my punishment falls upon the people."<sup>۱۶</sup>

خداوند نے دوبارہ متوشالٰح اور نوح سے کلام کیا کہ انسانوں کو ایک دفعہ اور توبہ کے لئے بلاؤ، انہیں دوبارہ توبہ کی دعوت دو اس سے پہلے کہ میری سزا ان لوگوں پر آئے۔

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ متوشالٰح اور نوح ساری زندگی اکٹھے نبوت کا پیغام لے کر تبلیغ کرتے رہے حالانکہ عہد نامہ قدیم میں ایسی کوئی تفصیل موجود نہیں ہے اگر نوح کی نبوت میں متوشالٰح کی شراکت تھی، تو عہد نامہ قدیم کی عبارت میں اس کی تفصیل موجود کیوں نہیں اور اگر متوشالٰح نبی نہیں تھے تو تاملود انہیں نبوت پر سرفراز کیسے کر سکتی ہے مزید یہ کہ تاملود میں لکھا ہے کہ جب طوفان آنے لگا تو لوگ کشتی نوح کے پاس جمع ہوئے اور حضرت نوح سے مدد کی درخواست کرنے لگے لیکن انہوں نے انہیں دھتکار دیا۔

And the people came to the ark and clung to it, and cried to Noah for help, but he answered them : "For a hundred and twenty years I entreated ye to follow my words ; alas, 'tis now too late "<sup>۱۷</sup>

لوگ کشتی کے پاس آئے اور اس سے چٹ گئے اور مدد کے لئے نوح کو پکارتے رہے لیکن نوح نے لوگوں کو جواب دیا کہ 'ایک سو بیس سال تک میں نے اپنے الفاظ کی پیروی کرنے کے لئے تم سے التماس کی لیکن افسوس اب بہت دیر ہو چکی ہے'۔

واضح رہے کہ عہد نامہ قدیم کی عبارت میں ایسی کوئی تفصیل موجود نہیں ہے کہ جس میں حضرت نوح پر یہ الزام لگایا جائے کہ طوفان آنے کے بعد انہوں نے لوگوں پر ترس نہیں کھایا بلکہ قرآن مجید کے مطابق تو جب پانی چڑھنے لگا تو تب بھی وہ اپنے نافرمان بیٹے کو کشتی میں آنے اور ایمان لانے کی دعوت دے رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان

ہے۔

﴿وَنَادَى نُوحٌ ابْنَهُ وَكَانَ فِي مَعْزِلٍ يُبَيِّنُ لَكَ مَعَنَا وَلَا تَكُنْ مَعَ الْكَافِرِينَ، قَالَ سَأُوِيَّ إِلَىٰ جَبَلٍ يَعْصِمُنِي مِنَ الْمَاءِ. قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ إِلَّا مَنْ رَحِمَ. وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُعْرَقِينَ﴾<sup>۱۸</sup>

اور نوحؑ نے اپنے لڑکے کو جو ایک کنارے پر تھا، پکار کر کہا کہ اے میرے پیارے بچے ہمارے ساتھ سوار ہو جا اور کافروں میں شامل نہ رہ، اس نے جواب دیا کہ میں تو کسی بڑے پہاڑ کی طرف پناہ میں آ جاؤں گا جو مجھے پانی سے بچالے گا، نوح نے کہا آج اللہ کے امر سے بچانے والا کوئی نہیں، صرف وہی بچیں گے جن پر اللہ کا رحم ہو۔ اسی وقت ان دونوں کے درمیان موج حائل ہو گئی اور وہ ڈوبنے والوں میں سے ہو گیا۔ جبکہ تالمود کے مطابق حضرت نوحؑ طوفان کے دوران کشتی میں مصیبت میں گھرے ہوئے تھے، اور خدا سے دعا گو تھے کہ اس مصیبت سے جان چھڑوادے اور وہ کشتی میں موجودگی کو اپنے لئے قید سمجھ رہے تھے اور دلی طور پر سخت بیزار تھے۔

تالمود کی عبارت ملاحظہ ہو۔

Then Noah addressed the Eternal in prayer :

\*'O Lord, I beseech Thee, save us now! Without strength to face this great calamity, we come to Thee..... And God answered Noah, saying : "At the close of the year thou and thy family may go forth out of the ark."<sup>۱۹</sup>

تب نوحؑ نے اپنے ابدی خدا سے دعا کی کہ اے خداوند میں تیری منت کرتا ہوں کہ اب ہمیں بچا اس بڑی مصیبت کا سامنے کرنے کی طاقت نہ رکھتے ہوئے ہم تیرے پاس آتے ہیں، دریاؤں کا پانی ہمیں خوفزدہ کرتا ہے، اور لہروں میں ہمیں اپنی موت دکھائی دیتی ہے، اے خدا ہم پر اپنا چہرہ جلوہ گر فرما، ہم پر رحم کر، ہمارے خدا ہمیں چھڑوا، ہمیں رہائی دے اور ہمیں بچا، اے خدا، آسمان اور زمین کے خدا اس حالت غیر سے ہمیں چھڑوا، اس قید سے ہمیں باہر نکال جس میں ہم ہیں، اور حقیقت میں ہمارے دل اس مصیبت سے بیزار ہیں۔

مندرجہ بالا عبارت یہ ثابت کرتی ہے کہ کشتی میں حضرت نوحؑ دراصل خود کو خدا کی حفاظت میں نہیں بلکہ قید اور مصیبت میں گھرا ہوا سمجھ رہے تھے اور کشتی میں خدا سے اس مصیبت سے نجات کے لئے مسلسل دعا گو تھے حالانکہ اس طرح کی کوئی عبارت عہد نامہ قدیم میں بھی موجود نہیں ہے۔

## حضرت ابراہیمؑ اور حضرت لوطؑ پر باہمی رنجش کا الزام:

حضرت لوط علیہ السلام نے حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ ہجرت کی تھی اور ایک عرصہ تک ان کے ساتھ رہے، لیکن پھر سدوم جا بے اور اہل سدوم کی طرف مبعوث کئے گئے۔ یہ سب کچھ کیسے ہوا، تالمود اس پر روشنی ڈالتی ہے:

“Now Lot possessed large herds of cattle, for God had prospered him in his undertakings. And it happened' that the herdsmen of Lot and the herdsmen of Abram quarreled and disputed in regard to rights of pasturage and water, and they strove one with the other. .... Thou knowest that I am but a stranger and sojourner in this land, and thou shouldst bid thy servants to be heedful.”<sup>۲۰</sup>

”اور ابرام نے ویسا ہی کیا، جیسا کہ خداوند نے اسے حکم دیا اور اپنے بھائی کے بیٹے لوط کے ساتھ حاران سے کنعان کی زمین پر گیا، اب لوط ایک بڑے مویشیوں کے ریوڑ کا مالک تھا کیونکہ خدا نے اپنے وعدے کے مطابق اسے کامیاب کیا اور لوط کے چرواہوں اور ابراہیم کے چرواہوں نے پانی اور چراگاہ کے حصول کے لیے جھگڑا کیا اور لڑے اور انہوں نے ایک دوسرے کے ساتھ مقابلہ کیا اس لئے ابرام نے لوط سے کہا، تو نے غلط کام کیا ہے اور تو اور تیرے چرواہوں کے سبب سے میں اپنے ہمسایوں کے لئے نفرت کا باعث بنا ہوں کیونکہ تیرے چرواہوں نے اپنے مویشیوں کو اس زمین پر چرایا ہے جو دوسروں کی ملکیت ہیں اور میں نے ان کی ملامت برداشت کی ہے۔ تو جانتا ہے کہ میں اس زمین پر اجنبی اور مسافر ہوں۔ اس لیے تو اپنے نوکروں کو حکم دے کہ وہ ہوشیار رہیں۔

تالمود کے مطابق ابرامؑ کے جھڑکنے کے باوجود لوط کے چرواہوں نے ابرام کے آدمیوں کے ساتھ جھگڑنا جاری رکھا اور اپنے ہمسایوں کی چراگاہوں میں بلا اجازت داخل ہوئے۔ آخر کار ابرام سنجیدگی سے بولا اور کہا:

"Let there be no strife between us, for we are near relations, yet we must separate, Go thou whither thou choose thy dwelling-place where thou wilt, thou and thy cattle and all thy possessions, but bide no longer with me.”<sup>۲۱</sup>

ہمارے درمیان جھگڑانہ ہو کیونکہ ہم قریبی رشتے دار ہیں تاہم ہمیں علیحدہ ہو جانا چاہیے جدھر تجھے اچھا لگے تو جا اور اپنے ریوڑوں کے لیے اور اپنی ساری ملکیت کے لیے رہنے کی جگہ چن جہاں تو رہنا چاہے، لیکن میرے ساتھ مزید رہنے کا آرزو مند نہ ہو۔“



مندرجہ بالا عبارات کے مطابق چرواہوں کی لڑائی میں حضرت لوطؑ کا عمل درست نہیں تھا تبھی حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا تو نے غلط کام کیا جبکہ اس غلط کام کی تالمود میں نشاندہی نہیں کی گئی البتہ حضرت ابراہیمؑ کی زبانی حضرت لوطؑ پر یہ الزام لگا دیا گیا کہ تیرے چرواہوں کے سبب سے میں اپنے ہمسایوں کے لیے نفرت کا باعث بنا ہوں کہ انہوں نے اپنے جانور دوسروں کی زمین پر چرائے ہیں، تالمود یہی باور کرنا چاہتی ہے کہ ابراہیمؑ علیہ السلام کے جھڑکنے کے باوجود لوط علیہ السلام کے چرواہے ہمسایوں کی چراگاہوں میں بلا اجازت داخل ہوئے جبکہ یہ ممکن نہیں کہ لوط علیہ السلام اجازت نہ دیں اور ان کے چرواہے پھر بھی باز نہ آئیں، یقیناً انبیاء کرام ایسی تمام رنجشوں سے معصوم ہوتے ہیں جس پر قرآن گواہ ہے حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام کو تمام انبیاء مابعد کا باپ اور جد امجد ہونے کا شرف حاصل ہے۔

قرآن کریم آپؐ کو ”صدیق“ قرار دیتا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿وَأَذْكُرُ فِي الْكِتَابِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا﴾<sup>۲۲</sup>

”اے محمد! اپنی کتاب (قرآن) میں ابراہیمؑ کو یاد کیجئے، بے شک وہ سچے نبی تھے۔“

قرآن حضرت لوط علیہ السلام کو ہدایت کا نمونہ بنا کر پیش کرتا ہے جیسا کہ ارشاد ہے:

﴿وَلَوْطًا اتَيْنَهُ حُكْمًا وَعِلْمًا وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ تَعْمَلُ الْخَبِيثَ إِتْمَامًا كَانُوا قَوْمًا سَوَاءً فٰسِقِينَ۔ وَأَدْخَلْنَاهُ فِي رَحْمَتِنَا إِنَّهُ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ﴾<sup>۲۳</sup>

”اور لوط (کا قصہ یاد کرو) جب اُن کو ہم نے حکم (یعنی حکمت و نبوت) اور علم بخشا اور اس بستی سے جہاں کے لوگ گندے کام کیا کرتے تھے بچا نکالا بے شک وہ بُرے اور بد کردار لوگ تھے اور انہیں (لوط علیہ السلام کو) اپنی رحمت میں داخل کیا۔ کچھ شک نہیں کہ وہ نیک کرداروں میں تھے۔“

حضرت لوطؑ کی بیٹیوں کو سزا کی موضوع داستان:

تالمود میں حضرت لوطؑ کی بیٹیوں سے متعلق ایک ایسی روایت بیان کی گئی ہے جس کا ذکر خود عہد نامہ قدیم میں بھی موجود نہیں ہے جس کے مطابق حضرت لوطؑ کی بیٹیوں کو اجنبی مسافروں کی مدد کرنے پر سزائے موت دی گئی ملاحظہ ہو۔

At another time a certain poor man entered Sodom, and as everybody refused to give him food, he was very nearly starved to death when Lot's daughter chanced to meet him, For many days she supported him, carrying him bread whenever she went to draw water for her father. ....

Another maiden, who assisted a poor stranger, was smeared with honey, and left to be stung to death by bees.<sup>۲۴</sup>

ایک غریب آدمی سدوم کی بستی میں داخل ہوا اور ہر ایک نے اسے کھانا دینے سے انکار کر دیا، وہ مرنے کے قریب تھا، کہ لوط کی بیٹی کو اس سے ملنے کا موقع ملا، اور کئی دنوں تک اسے کھانا دیتی رہی، جب بھی وہ اپنے باپ کے لئے پانی لینے جاتی تھی، شہر کے لوگوں نے دیکھا کہ وہ غریب آدمی اب تک زندہ ہے، انہوں نے تین آدمیوں کی کمیٹی بنائی کہ اس کے آنے جانے کی خبر رکھیں انہوں نے لوط کی بیٹی کو اسے کھانا دیتے ہوئے دیکھا، وہ اسے پکڑ کر قاضی کے پاس لے گئے، جس نے اسے جلا کر مار دینے کا حکم دیا، یہ سزا سے دی گئی، دوسری کنواری بہن کو غریب اجنبی کی مدد کرنے کی وجہ سے اس پر شہد مل دیا گیا، اور شہد کی کمیوں کے ڈنک سے مرنے لے لئے چھوڑ دیا گیا۔

مندرجہ بالا تاملودی روایت سے معلوم یہ ہوتا ہے کہ حضرت لوط کی دو بیٹیوں کو ایک اجنبی غریب کی مدد کرنے کی وجہ سے سرکاری طور پر قاضی کے ذریعے موت کے گھاٹ اتارا گیا حالانکہ اس تمام روایت سے عہد نامہ قدیم مکمل طور پر خالی ہے جبکہ عہد نامہ قدیم میں یہ لکھا ہے۔

صغر میں سکونت اختیار کئے ہوئے رہنے پر لوط کو خوف ہونے لگا۔ جس کی وجہ سے وہ اور اس کی

بیٹیاں پہاڑوں میں جا کر ایک غار میں رہنے لگے۔<sup>۲۵</sup>

حضرت اسماعیلؑ پر اسحاقؑ سے بغض و عداوت کا الزام:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام حضرت ہاجرہ کے بطن سے تھے جو ماضی میں بادشاہ مصر کی لونڈی تھیں، اور حضرت ابراہیمؑ کی زوجہ حضرت سارہ کو تحفے میں ملی تھیں ان کے بطن سے حضرت اسماعیلؑ نے جنم لیا یہود کو حضرت اسماعیل علیہ السلام سے خاص کدورت ہے کیونکہ وہ نبی اکرم ﷺ کے جد امجد ہیں، اس لئے یہودی مصنفین نے ان کے بارے میں کئی کہانیاں وضع کر کے ان کی عصمت کو مجروح کرنے کی کوشش کی ہے، چنانچہ تاملود کا بیان ہے:

“Ishmael, the son of Hagar and Abraham, was very fond of hunting and field sports. .... she made many complaints to Abraham of the boy's doings, and urged him to dismiss both Hagar and Ishmael from his tent, and send them to live at some other place”.<sup>۲۶</sup>

”ابراہیمؑ اور ہاجرہ کا بیٹا اسماعیل جنگلوں میں شکار کرنے کا بہت شوقین تھا، وہ ہر وقت اپنے ساتھ اپنی لمان اٹھائے رکھتا اور ایک موقع پر جب اسحاق پانچ سال کا تھا، اسماعیل نے بچے کی طرف اپنے تیر کا نشانہ بنایا اور چلایا: ”اب میں تجھ پر تیر چلا رہا ہوں“، سارہ نے اس واقعہ کی گواہی دی اور اپنے بیٹے کی زندگی کے لئے خوف زدہ ہو گئی اور اپنی لونڈی کے بچے کو ناپسند کیا، اس نے اس لڑکے کے کاموں کی ابراہیم سے کئی بار شکایت کی اور اسے مجبور کیا کہ ان دونوں ہاجرہ اور اسماعیل کو اپنے خیمے سے نکال دے اور انہیں کسی دوسری جگہ رہنے کے لئے بھیج دے۔“

مندرجہ بالا عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے حضرت اسحاق پر تیر سے نشانہ باندھ کر انہیں خوفزدہ کیا اور دھمکایا جس کی وجہ سے حضرت سارہؑ حضرت اسماعیلؑ سے خوفزدہ ہو گئیں اور انہیں ناپسند کرنے لگیں اور حضرت ابراہیمؑ کو مجبور کرنے لگیں کہ وہ انہیں کہیں دور بھیج دیں۔ تالمود کی اس روایت میں دو بھائیوں کو جو مستقبل میں تاجِ نبوت سے سرفراز ہونے والے تھے بغض و عداوت کی کہانی بیان کی گئی ہے حالانکہ اللہ جنہیں نبوت کے لیے چنتا ہے ان کے سینے باہمی بغض و نفاق سے ہرگز آلودہ نہیں ہوتے لیکن یہاں انبیاء کو آپس میں ہی رقابت و حسد کا شکار باور کروایا جا رہا ہے جو واضح طور پر ان کی عصمت پر بہتان ہے۔

حضرت اسماعیلؑ کی زوجہ پر حضرت ابراہیمؑ کی بے توقیری کا الزام:

تالمود کے مطابق حضرت اسماعیلؑ کی زوجہ نے حضرت ابراہیمؑ کی بے توقیری کی اور گھر آنے پر ان سے برے طریقے سے پیش آئی۔ ملاحظہ ہو۔

“He reached Ishmael’s dwelling-place about noontime, and found that his son was away from home, hunting. He was rudely treated by Ishmael’s wife, who did not know him, and who refused him the bread and water which he asked for”<sup>۲۷</sup>.

ابراہیمؑ دوپہر کو اسماعیلؑ کے رہنے کی جگہ پہنچا، اسے معلوم ہوا کہ اس کا بیٹا شکار کرنے گیا ہوا ہے، اسماعیلؑ کی بیوی ابراہیمؑ سے غیر مہذب طریقے سے پیش آئی، وہ اسے نہیں جانتی تھی، اور اس نے اسے کھانا اور پانی دینے سے انکار کر دیا، جو کہ ابراہیمؑ نے اس سے مانگا تھا۔

ایسا ممکن نہیں ہے کہ حضرت اسماعیلؑ کی بیوی حضرت ابراہیمؑ سے ایسا سلوک کرے اور ان کو پہچانتی تک نہ ہو واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسی یہودی مصنف کی ذہنی اختراع ہے جس کا حقیقت سے کوئی بھی واسطہ نہیں ہے جبکہ قرآن مجید میں اس گھرانے کی تعریف کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿وَأَذْكُرُ فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ ۖ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولًا نَّبِيًّا، وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ ۖ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهِ مَرْضِيًّا﴾<sup>۲۸</sup>

ترجمہ:- اور کتاب میں اسماعیل کا بھی ذکر کرو وہ وعدے کے سچے اور (ہمارے) بھیجے ہوئے نبی تھے اور اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم کرتے تھے اور اپنے پروردگار کے ہاں پسندیدہ (و برگزیدہ) تھے۔“  
اسماعیلؑ کو لالچی ثابت کرنا:

اسماعیلؑ کے بارے میں ایک جگہ تالمود میں لکھا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ اسحاق کو قربانی کے لئے لے جا رہے تھے تو اس وقت حضرت اسماعیلؑ اپنے والد کی جائداد کے وارث بننے کا خواب دیکھ رہے تھے۔ لیکن ابراہیمؑ کے ایک نوکر نے ان کو کہا کہ وہ اپنے والد کے گھر سے نکالے جا چکے اس لئے وہ وارث نہیں۔ سفر کے دوران اسماعیلؑ العیاذ (ابراہیم کے گھر کا نگران ملازم) سے کہتے ہوئے بولا۔ عبارت ملاحظہ ہو۔

“My father intends to sacrifice his son Isaac for a burnt offering ; therefore, I will be his heir, for am I not his firstborn son ?" Nay," answered Eleazer, " thy father drove thee forth that thou shouldst not inherit his possessions ; to me, his faithful servant, will all his wealth descend”.<sup>۲۹</sup>

میرا باپ سوختنی<sup>۳۰</sup> قربانی کے لئے اسحاق کو قربان کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اس لئے میں اس کا وارث ہوں گا کیا پہلو ٹھاپنا نہیں ہوں، نہیں العیاذ نے جواب دیا۔ تیرے باپ نے تجھے گھر سے نکال دیا تھا، اس لئے تو اس کی جائداد کا وارث نہیں ہو سکتا، میں اس کا وفادار نوکر اس کی ساری دولت کا وارث ہوں گا۔  
اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ اسحاقؑ کی قربانی پر اسماعیلؑ خوش تھے کہ وہ جائداد کے وارث بننے والے ہیں، لیکن حضرت ابراہیمؑ کے وفادار نوکر نے اپنی ملکیت کا حق وفاداری کی بنیاد پر ثابت کر دیا، گویا معاذ اللہ حضرت اسماعیلؑ ایک نوکر جیسے بھی وفادار نہ تھے۔ جبکہ قرآن مجید کے مطابق حضرت اسماعیلؑ کو حضرت ابراہیمؑ کی وراثت سے محروم نہیں کیا گیا اور نہ ہی حضرت سارہ کی وجہ سے گھر سے نکالا گیا۔ بلکہ اس کی وجہ حضرت ابراہیمؑ کے الفاظ میں قرآن اس طرح بیان کرتا ہے۔

﴿رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زُرْعَةٍ عِنْدَ نَيْبِكَ الْمُحَرَّمِ ۖ رَبَّنَا لِيَتَّقِنَا الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِنَ

التَّالِسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ﴾<sup>۳۱</sup>

”میرے پروردگار میں نے لابسایا اپنی کچھ اولاد کو، ایک ایسی وادی میں جس میں کوئی کھیتی (باڑی) نہیں تیرے حرمت والے گھر کے پاس، ہمارے پروردگار، (یہ اس لئے کیا کہ) تاکہ یہ نماز قائم کریں پس تو (اے میرے مالک اپنے کرم و عنایت سے) ایسا ایسا پھیر دے ان کی طرف کچھ لوگوں کے دلوں کو کہ وہ ان کے گرویدہ ہو جائیں، اور ان کو روزی عطا فرما طرح طرح کی پیداواروں سے تاکہ شکر ادا کریں۔“

### اسحاقؑ کی قربانی پر ابراہیمؑ کا سارہ سے جھوٹ بولنا

تالمود کے مطابق جب خدا کی طرف سے حضرت ابراہیمؑ کو بیٹے کی قربانی حکم ہوا تو وہ بہت غمزدہ ہوئے کیونکہ اسحاقؑ کو ان کی والدہ سے الگ کرنا تھا، اور اس مقصد کے لئے انہوں نے بہانے سے حضرت اسحاقؑ کو ان کی والدہ سے الگ کیا۔ گویا کہ اگر حضرت سارہ کو معلوم ہوتا تو وہ کبھی اس قربانی کی ادائیگی کے لئے تیار نہ ہوتیں۔

“When this command was delivered to Abraham, chief among the many griefs and anxieties which oppressed his mind, was the necessity of separating Isaac from his mother. He could not tell her of his intention, and yet the lad was Always with her”.<sup>۳۲</sup>

جب یہ حکم (قربانی کا) ابراہیمؑ کو دیا گیا تو وہ بہت زیادہ غمزدہ ہوا اور اس کا ذہن پریشانی میں اٹکا ہوا تھا، کیونکہ اسحاقؑ کو اس کی ماں سے الگ کرنا ضروری تھا، وہ اپنے ارادے کو اس پر ظاہر نہ کر سکے، کیونکہ بچہ ہمیشہ اس کے پاس رہتا تھا۔

حضرت ابراہیمؑ کو اس مقصد کے لئے ایک جھوٹا بہانہ کرنا پڑا اور انہوں نے اصل مقصد ظاہر کرنے کی

بجائے حضرت سارہ کو جا کر کہا۔

"Thy son is growing to manhood, and he has not yet learned the service of heaven. To-morrow I will take him with me to learn the ways of the Lord, with Shem and Eber."<sup>۳۳</sup>

تیرا بیٹا سن بلوغت کو پہنچ رہا ہے اور اس نے ابھی تک آسمانی خدمت کو نہیں سیکھا، کل میں اسے سام اور ایبر کے ساتھ خدا کی راہوں کے سکھانے کے لئے اپنے ساتھ لے کر جاؤں گا۔

تالمود کے مطابق اس پر حضرت سارہ کا رد عمل ابراہیمؑ کی توقع کے عین مطابق اصل مقصد ظاہر کئے بغیر بھی ایسا تھا کہ وہ ساری رات سو نہ سکیں، اور جب سفر شروع کرنے کے لئے اگلی صبح حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسحاقؑ اگلی صبح حاضر ہوئے تو سارہ نے اسحاقؑ کو سینے سے لگایا اور روتے ہوئے اور سسکیاں لیتے ہوئے کہا:

Oh, my son, my son ! how can I allow thee to wander from me; my only child, my pride, my hope." Then turning to Abraham she said : "Watch carefully the lad, for he is young and tender ; let him not travel in the heat, nor journey so as to weary his frame."<sup>۳۴</sup>

اے میرے بیٹے اے میرے بیٹے میں کیسے تجھے خود سے الگ کرنے کی اجازت دے سکتی ہوں، میرے بچے، میرا فخر، میری امید، پھر ابراہیم کی طرف مڑتے ہوئے سارہ نے کہا "بچے کی احتیاط سے حفاظت کرنا، کیونکہ وہ کمسن اور نرم و نازک ہے، گرمی میں جب وہ تھک جائے تو اسے مت چلانا۔ تالمود کی مندرجہ بالا عبارت سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ ابھی تو حضرت ابراہیمؑ نے صرف عبادت کا مقصد ظاہر کیا تھا، تو حضرت سارہ اس قدر پریشان تھیں یعنی اگر اصل مقصد ظاہر ہو جاتا تو وہ تو کبھی بھی رضامند نہ ہوتیں۔

حضرت اسحاق کی بجائے مینڈھے کی قربانی:

تالمود کی بیان کردہ روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ قربانی کے دوران بہت غمزدہ تھے اور رو رہے تھے اور انہوں نے اسحاقؑ کے اصرار کے باوجود انہیں ذبح کرنے کی بجائے ایک مینڈھے کو ذبح کر دیا اور خدا کو کہا کہ اسے بیٹے ہی کا خون سمجھا جائے اس سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ قربانی خدا کے حکم کے خلاف تھی کیونکہ خدا نے تو بیٹے کی قربانی مانگی تھی۔

When Abraham heard these words he wept bitterly, but Isaac continued with a firm voice : " Now quickly, father, do the will of God." ..... May this blood be considered even as the blood of my son, offered as a sacrifice before the Lord." And so through the entire sacrificial service Abraham prayed : "May this be received even as the blood of my son, offered as a, burnt-offering before the Lord."<sup>۳۵</sup>

جب ابراہیمؑ نے یہ باتیں سنی تو وہ بہت رویا، لیکن اسحاقؑ نے مضبوط آواز سے بولنا جاری رکھا، اے باپ اب جلدی کر اور خدا کی مرضی پوری کر، اور اس نے چھری چلنے کے لئے اپنی گردن کو سیدھا کیا جو اس کے باپ کے ہاتھ میں تھی، ابراہیمؑ گیا اور مینڈھے کو لیا اور اپنے بیٹے کی بجائے اسے سوختنی قربانی کے لئے پیش کیا۔ ابراہیمؑ نے مینڈھے کے خون کو قربان گاہ پر چھڑکا اور کہا، غالباً اس خون کو ایسا ہی سمجھا جائے، جیسا کہ یہ میرے بیٹے کا خون ہے، ابراہیمؑ نے تمام قربانی کی عبادت میں یہی دعا کی کہ خدا کرے یہ میرے بیٹے کے خون کی طرح ہی قبول ہو، جو خدا کے سامنے سوختنی قربانی کے لئے پیش ہوا۔

تالمود کی مندرجہ بالا عبارت کو پڑھ کر یوں معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ حضرت اسحاقؑ کی قربانی کے لئے دلی طور پر رضامند ہی نہ تھے اسی وجہ سے انہوں نے پہلے تو اسحاقؑ کے اصرار کے باوجود قربانی کی ہی نہیں اور جب بیٹے نے مجبور کیا تو انہوں نے خود ایک مینڈھے کو اسحاقؑ کی جگہ ذبح کر کے خدا سے دعا کی کہ مینڈھے کی قربانی کو اسحاقؑ بجائے قبول کر لے۔ واضح رہے کہ قرآن مجید کے مطابق حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسماعیلؑ کو قربان کیا تھا یہود حضرت اسماعیلؑ کی قربانی کے تو سرے سے ہی منکر ہیں جبکہ عہد نامہ قدیم کے مطابق ابراہیمؑ نے اسحاقؑ کی قربانی پیش کی لیکن تالمود کی اس عبارت کو پڑھ کر تو خود اسحاقؑ کی قربانی کی بھی تردید ہو رہی ہے بلکہ حضرت ابراہیمؑ پر یہ الزام آرہا ہے کہ انہوں نے اسحاقؑ کی قربانی کی بجائے مینڈھے کو ذبح کر کے خدا کے حکم پر عمل نہ کیا جس سے عہد نامہ قدیم اور تالمود کا تضاد واضح ہوتا ہے کتاب پیدائش میں لکھا ہے۔

تب اس نے اپنے بیٹے کو قربان کرنے کیلئے چھری اوپر اٹھائی۔ خداوند کا فرشتہ جنت سے پکارا، "ابراہیم، ابراہیم!" ابراہیم نے جواب دیا، "میں یہاں ہوں۔" خدا کے فرشتے نے کہا کہ تو اپنے بیٹے کو قربان نہ کر اور نہ ہی اسے کسی قسم کی تکلیف دے۔ اب میں جانتا ہوں کہ تم خدا سے ڈرتے ہو، کیونکہ تم نے اپنے اکلوتے بیٹے کو قربان کرنے میں پس و پیش نہیں کیا۔" جب ابراہیم نے آنکھ اٹھا کر ادھر ادھر دیکھا تو ایک مینڈھا نظر آیا۔ اُس مینڈھے کا سینگ ایک جھاڑی میں پھنس گیا تھا۔ وہ فوراً وہاں گیا۔ اور اُس مینڈھے کو پکڑا اور اپنے بیٹے کی جگہ اُس مینڈھے کو قربان کر دیا۔<sup>۳۶</sup>

ادھر تالمود کے مطابق جب کسی بوڑھے نے حضرت سارہ کو اسحاقؑ کی قربانی کی جھوٹی خبر دی تو انہوں نے رونا چلانا اور ماتم کرنا شروع کر دیا۔

تب سارہ ٹوٹے ہوئے دل سے پورے زور سے چلائی، اور اپنے آپ کو زمین پر گرایا اور سسکیاں لیتے ہوئے کہنے لگی، میرے بیٹے، میرے بیٹے، کیا میں تیرے لئے اس مرچکی تھی، تجھے جسے میں نے جنم دیا اور پرورش کی میری زندگی اور محبت ساری تیرے ہی لئے تھی، اب میرا فخر اور خوشی ماتم میں بدل گئی، کیونکہ آگ نے میری خوشی کو جلا دیا ہے۔<sup>۳۷</sup>

قرآن مجید میں حضرت اسحاقؑ کی بجائے حضرت اسماعیلؑ کی قربانی کا ذکر یوں آتا ہے۔

﴿فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَبْنَئِيْ اِنَّىْ اِزى فِى الْمَنَامِ اَنىْ اَذْبَحُكَ فَاَنْظُرْ مَاذَا تَرى قَالَ يَا بَتِ اِفْعَلْ مَا تُؤْمَرُ. سَتَجِدْنىْ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ، فَلَمَّا اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنَ، وَنَادَيْتُهٗ اَنْ يَّابْرِيْمُ، قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا. اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ﴾<sup>۳۸</sup>

پھر جب وہ (اسماعیلؑ) اتنی عمر کو پہنچا کہ اس کے ساتھ چلے پھرے، تو اس (ابراہیم علیہ السلام) نے کہا کہ میرے پیارے بچے! میں خواب میں اپنے آپ کو تجھے ذبح کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ اب تو بتا کہ تیری کیا رائے ہے، بیٹے نے

جواب دیا کہ ابا جان جو حکم ہوا ہے اسے بجالائیے انشاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے۔ جب دونوں نے حکم مان لیا اور باپ نے بیٹے کو ماتھے کے بل لٹا دیا، تو ہم نے آواز دی کہ اے ابراہیم!، یقیناً تو نے اپنے خواب کو سچا کر دکھایا، بیشک ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں۔

غم سے حضرت سارہ کی وفات اور ابراہیمؑ و اسحاقؑ کا ماتم:

تالمود کے مطابق حضرت سارہ نے اپنے خاوند حضرت ابراہیمؑ اور بیٹے اسحاقؑ کو تلاش کرنا شروع کیا مگر ناکام رہی، اب پھر وہی بوڑھا ملا اور اس نے کہا کہ میں نے تجھے اسحاقؑ کے بارے جھوٹی خبر دی تھی وہ زندہ ہے، اب بجائے اس کے کہ حضرت سارہ خوش ہوتیں وہ اس خوشی اور غمی کی وجہ سے ذہنی انتشار کا شکار ہو کر وفات پا گئیں۔ ملاحظہ ہو۔

“Sarah's heart was stronger for grief than joy. These tidings and the revulsion in her feelings killed her; she died and was gathered to her people. And when Abraham and Isaac returned and found the dead body of Sarah, they lifted up their voices in bitter lamentation, and all their servants joined with Abraham and Isaac in grief for the departed”.<sup>۳۹</sup>

سارہ کا دل خوشی سے زیادہ غمی سے بھرا ہوا تھا۔ اس کے احساسات میں ان رجحانات اور سخت ذہنی برکتی نے اسے مار دیا اور وہ مر گئی، اور اس کے لوگ اکٹھے ہوئے، جب ابراہیمؑ اور اسحاقؑ واپس آئے، تو انہوں نے سارہ کو مردہ پایا، تو انہوں نے اپنی آوازیں بلند کر کے ماتم کیا، اور ان کے سب نوکر ابراہیمؑ اور اسحاقؑ کے ساتھ غم میں شامل ہوئے۔

جبکہ کتاب پیدائش میں حضرت سارہ کی موت سے متعلق ایسی کوئی وجہ بیان نہیں کی جو کہ تالمود میں موجود ہے کہ وہ اس غم سے وفات پائی تھیں۔ کتاب پیدائش ملاحظہ ہو۔

سارہ ایک سو ستائیس برس زندہ رہی۔ وہ ملک کنعان کے قریب اربع (جبرون) میں وفات پائی۔

ابراہیمؑ اُس کے لئے وہاں بہت روئے۔<sup>۴۰</sup>

مندرجہ بالا تالمودی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کی چاہت اور منشاء کو پورا کرنے سے پورا گھرا نا غم و صدمے سے دوچار ہوا۔ اور خدا کی مرضی کو پورا کرنے کے لئے ابراہیمؑ کی دلی رضامندی ہی نہ تھی اور حضرت سارہ کے لئے یہ بہت بڑا صدمہ تھا جس کی وجہ سے ان کی وفات ہوئی اور ابراہیمؑ اور اسحاقؑ صبر کی بجائے ماتم کرتے رہے۔ تالمود کے یہ سب الزامات حضرت ابراہیمؑ اور ان کے گھرانے کی عصمت پر بہت بڑا بہتان ہیں جبکہ قرآن مجید کے



مطابق حضرت ابراہیمؑ ایک ہدایت یافتہ پیغمبر تھے وہ اور ان کا گھرانہ ان تمام الزامات سے پاک ہے جو تالمود میں مذکور ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿وَلَقَدْ آتَيْنَا إِبْرَاهِيمَ رُشْدَهُ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهِ عَلِيمِينَ﴾<sup>۴۱</sup>  
 ”اور تحقیق ہم نے اس سے قبل ابراہیمؑ کو ہدایت عطا فرمائی تھی۔“

دوسرے مقام پر ارشاد ہے۔

﴿مَا كَانَ إِبْرَاهِيمَ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَكِنْ كَانَ حَنِيفًا مُسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾<sup>۴۲</sup>  
 ”نہ تو ابراہیمؑ یہودی تھے اور نہ ہی نصرانی، لیکن وہ ایک سو مسلمان تھے، اور وہ مشرک بھی نہیں تھے۔“

ابراہیمؑ کی وفات پر اسحاقؑ اور اسماعیلؑ کا ایک سالہ ماتم:

تالمود کے مطابق حضرت اسحاقؑ سے دو بیٹے پیدا ہوئے عیسو اور یعقوب اور عیسو گھر سے باہر رہنے کا شوقین تھا جبکہ یعقوبؑ اپنے دادا ابراہیمؑ کے پاس وقت گزارتے تھے، اسی عرصے میں جب بچوں کی عمر پندرہ سال ہوئی تو ابراہیمؑ کی وفات ہو گئی، اور اس وفات پر ایک سال کا ماتم کیا گیا۔

“Abraham died at the age of one hundred and seventy-one years. And when the inhabitants of Canaan learned of his decease they, with all its kings and princes, hastened to do honour to his remains, and all his relatives, who lived in Charan, and the sons of his concubines, came also to the funeral And Isaac and Ishmael buried him in the cave of Machpelah, and all who knew him mourned for him a year”.<sup>۴۳</sup>

ابراہیمؑ نے ایک سو اکتھتر سال کی عمر میں وفات پائی، جب کنعان کے باشندوں نے اس کی موت کو سنا، تو ان کے سب بادشاہ اور امراء نے اسے عزت دینے کے لئے جلدی کی، اور اس کے سب رشتے دار جو حاران میں رہتے تھے، اور اس کی بیویوں کے بیٹے بھی اسے دفنانے آئے، اور اسحاقؑ اور اسماعیلؑ نے مکفیدہ کی غار میں اسے دفن کیا، اور سب نے ابراہیمؑ کے لئے ایک سال کا ماتم کیا۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کی بے توقیری:

حضرت یعقوب علیہ السلام ہی وہ معزز و مکرم نبی ہیں جن کی بدولت یہودیوں کو ”بنی اسرائیل“ کی شناخت ملی، لیکن عہد نامہ قدیم کی طرح تالمود کے مصنفین نے اس عظیم ہستی سے بھی انصاف نہیں کیا، تالمود کے مطابق ایک دن پہلو ٹھا بیٹا عیسو جو بہت زیادہ بھوکا تھا اور بے دم ہو رہا تھا اس نے اپنے بھائی یعقوبؑ سے کھانے کو مانگا یعقوبؑ

نے عیسو کی مجبوری کو دیکھتے ہوئے اسے پہلو ٹھا ہونے کا حق مانگا اور پھر کھانا دینے کا وعدہ کیا چنانچہ اس طرح مجبور کر کے یعقوبؑ نے عیسو کو روٹی اور مسور کی دال دے کر یہ حق حاصل کر لیا۔ لیکن عیسو نے رنجش دل میں رکھی اور کہا کہ میرا باپ جلدی مر جائے گا لہذا میں یعقوبؑ سے اس غلطی کا بدلہ لوں گا، چنانچہ عیسو نے اپنے بیٹے کو ایذا کو اس مقصد کے لئے چنا اور اس کو یعقوب کے قتل کا حکم دیا۔ تالمود ملاحظہ ہو۔

جب یعقوبؑ نے اپنے باپ کے گھر سے روانہ ہوا تو عیسو نے اپنے بیٹے ایفاذ کو بلوایا اور کہا جاؤ اور اپنی کمان کے ساتھ یعقوب کا پیچھا کرو، اور اس کے سامنے جا کر انتظار مت کرنا اور اسے پہاڑوں میں ہی قتل کر دینا۔ اور اپنے لئے اس خزانے کو لے لینا جو یعقوبؑ کے پاس ہے اور پھر میرے پاس واپس آنا۔<sup>۴۴</sup>

چنانچہ ایفاذ نے یعقوب کو جالیا اور اپنے قتل کا ارادہ ظاہر کیا تو یعقوبؑ نے کہا۔

یہ سب کچھ کو میرے پاس ہے اور جو میری ماں اور باپ نے دیا ہے لے لو، لیکن میری زندگی بخش دو، تمہاری یہ مہربانی تمہاری راست بازی گنی جائے گی۔<sup>۴۵</sup>

چنانچہ ایفاذ نے مال لے کر یعقوب کی جان بخش دی، تالمود کی ان روایات کو دیکھ کر یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ گھرانہ حسد اور باہمی مناقشت کا شکار تھا جب عیسو بھوکا تھا تب اس کی مجبوری کا یعقوبؑ نے فائدہ اٹھایا اور بعد میں جب عیسو کا زور چلا تو اس نے یعقوبؑ سے سب لوٹ لیا۔ جبکہ قرآن کے مطابق انبیاء کے گھرانے ایسی تمام رقابتوں سے پاک ہوتے ہیں۔

تالمود میں مزید لکھا ہے :

“When Jacob arrived in Charan he told his uncle Iaban how Eliphaz, the son of Esau, had despoiled him, and bursting into tears, proclaimed himself a beggar."Then," said Laban, "surely thou art my bone and my flesh. I will take care of thee even though thou art penniless".<sup>۴۶</sup>

جب یعقوب حاران میں پہنچا تو اس نے اپنے ماموں لابن کو بتایا کہ کیسے عیسو کے بیٹے ایفاذ نے اسے لوٹ لیا اور پھر پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے ایک فقیر کی طرح التجا کی۔ تب لابن نے کہا کہ ”تو واقعی میری ہڈی اور میرا گوشت ہے، میں تیری حفاظت کروں گا کیونکہ تو ابھی غریب ہے۔“

یعقوب علیہ السلام کی بے بسی اور بے چارگی اس عبارت سے عیاں ہے نیز انہیں تالمود میں ایک حقیر فرد کے روپ میں پیش کیا جا رہا ہے۔ آگے حضرت یعقوبؑ سے متعلق لکھا ہے۔

”بہت سال گزرنے کے بعد جب یعقوب اپنی بیویوں، بچوں اور سب مال و اسباب کے ساتھ چلا گیا تو لابن نے اس کا تعاقب کیا۔۔ اور عیسو کو کہا کہ یعقوب نے میری بیٹیوں کو بھی چومنے نہیں دیا اور قیدیوں کی طرح انہیں اپنے ساتھ لے گیا ہے اور سب سے بہبودہ کام اس نے یہ کیا ہے کہ میرے دیوتاؤں کو چرا لایا ہے۔ جب کہ نالے پر میں نے اسے اس کی سب چیزوں کے ساتھ چھوڑ دیا اور اگر تو اسے ڈھونڈنے کی خواہش رکھتا ہے تو جا اور پھر اس کے ساتھ ویسا ہی کر جیسے تیرے دل کی خوشی ہے۔ جب عیسو نے لابن کے قاصدوں کی باتوں کو سنا تو "یعقوب کے سب غلط کام" اس کی یادداشت میں پھر تازہ ہو گئے جو اس نے اس کے ساتھ کئے تھے اور اپنے بھائی کے خلاف اس کا غصہ اور نفرت ایک دفعہ پھر اس کے دل میں بھڑک اٹھے۔“<sup>۴۷</sup>

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ یعقوب اپنے ماموں لابن کے دیوتاؤں کے بت چرالائے تھے حالانکہ نبی جو توحید کا پیغام لاتے ہیں ان کی عصمت پر اس سے بڑا الزام کیا ہو گا کہ انہیں بت چور ثابت کیا جائے۔ اسی طرح مندرجہ بالا عبارت میں یعقوب کے سب غلط کام اپنے بھائی عیسو کی یادداشت میں تازہ ہونے کا اس کے سوا اور کیا مفہوم ہو سکتا ہے کہ مصنفین تالمود کے نزدیک یعقوب علیہ السلام ایک خطا کار اور گناہ گار انسان تھے اور انہوں نے ایک نہیں بلکہ بہت سارے غلط کاموں کا ارتکاب کیا تھا۔

حضرت یعقوب کی بیٹی کی بے توقیری:

تالمود کی بیان کردہ روایت میں حضرت یعقوب کے گھرانے پر تہمت لگائی گئی ہے کہ وہ نہ صرف ناچ گانے میں دلچسپی رکھتے تھے بلکہ ایسی محافل میں بخوشی شرکت بھی کرتے تھے۔ ملاحظہ ہو:

“Then the inhabitants of Shechem made a great feast, an occasion of joyousness, dancing? singing, and merriment of all kinds, and all the daughters of the land joined in the general revelry. And it came to pass that Rachel and Leah, the wives of Jacob, and Dinah, his daughter, felt a great desire to witness this scene of enjoyment, and together they repaired to the place where the festivities were held. All the nobles of the city were present, and Shechem, the son of the king, was also one of the participants”<sup>۴۸</sup>.

”تب شکم کے باشندوں نے ایک بڑی ضیافت کا اہتمام کیا، اس خوشی کے موقع پر ناچنے، گانے اور ہر طرح کی خوشی کا انتظام تھا اور اس زمین کی سب لڑکیاں احتراماً اس ضیافت میں شرکت کرتی تھیں اور یعقوب کی بیویوں راحیل اور لیاہ اور

اس کی بیٹی دینہ کو اس خوشی کے منظر کو دیکھنے کی بڑی خواہش تھی اور وہ اکٹھی اس جگہ پہنچیں جہاں ضیافت منعقد ہو رہی تھی۔ اس شہر کے سب امیر لوگ وہاں حاضر تھے اور بادشاہ کا بیٹا شکم بھی ان میں شامل تھا۔ مندرجہ بالا عبارت میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ یعقوب کا گھر اناناچ گانے کی اس ضیافت میں بخوشی شرکت کا خواہشمند تھا، بلکہ یعقوب کی بیویاں اور بیٹیاں اس منظر کو دیکھنے کے لئے موقع پر پہنچیں، لیکن حضرت یعقوب کی بیٹی کے ساتھ بے حرمتی کا ایک واقعہ پیش آیا۔

اس واقعہ سے متعلق تالمود کی عبارت ملاحظہ ہو۔

He happened to see Dinah, and was immediately attracted by her great beauty and modest appearance. .... He immediately sent twelve servants to the house of Shechem to demand the girl, but they were insolently met by the prince's retainers and driven back to Jacob. He said nothing, but waited quietly until his sons should return to their home.<sup>۴۹</sup>

ایسا ہوا کہ اس (شکم) نے دینہ کو دیکھا اور فوراً اس کی خوبصورتی اور سیدھی سادھی شخصیت کا مداح ہو گیا۔ اس نے تحقیق کی کہ وہ کون ہے اور اس نے سنا کہ وہ عبرانی یعقوب کی بیٹی ہے جس نے ابھی اپنے باپ کی زمین پر قیام کیا ہے۔ اس کا عشق بہت بڑھ گیا اور موقع کی تلاش میں تھا اور وہ اس خوف زدہ لڑکی کو زبردستی اٹھا کر اپنے گھر لے گیا۔ راحیل اور لیاہ جلدی سے گھر پہنچیں اور اس واقعہ کی اطلاع یعقوب کو دی۔ اس نے فوراً بارہ آدمی شکم کے گھر لڑکی کو لانے کے لئے بھیجے لیکن شہزادے کے ملازموں نے ان کے ساتھ گستاخی کی۔ اور یعقوب نے کچھ نہیں کیا، بلکہ اپنے بیٹوں کے آنے کا انتظار کرتے رہے۔

مندرجہ بالا تالمودی روایت کے مطابق یعقوب کی بیٹی کو اٹھا لیا گیا اور انہوں نے اس پر خود عملی غیرت کا مظاہرہ کرنے کی بجائے اپنی جگہ اپنے ملازم بھیجے اور خود ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹوں کی آمد کا انتظار کرتے رہے اور جب یعقوب کے بیٹے گھر واپس آئے اور اس سارے قصے پر برہمی کا اظہار کرتے ہوئے انہوں نے بدلہ لینے کے منصوبے کا اعلان کیا تو یعقوب نے اس سب رد عمل پر جو جواب دیا وہ ملاحظہ ہو۔

" When Jacob realised the result of their rashness he was grieved, angered, and alarmed". What is this that you have done to me !" he exclaimed. "In this country I thought I had found rest, and now when the relatives of these people learn what you have done they will fall upon me and destroy me and my house".<sup>۵۰</sup>

جب یعقوب نے ان کی جلد بازی کے اس کام کو جانا تو وہ بہت غم زدہ، ناراض اور خوف زدہ ہوا۔ ”تم نے یہ میرے ساتھ کیا کیا؟“ اس نے کہا۔ ”میں نے سوچا اس ملک میں مجھے آرام ملا ہے اور اب جب ان لوگوں کے رشتے دار سنیں گے کہ تم نے ان کے ساتھ کیا کیا ہے تو وہ مجھ پر آپڑیں گے اور مجھے اور میرے گھر کو تباہ کر دیں گے۔“

اس عبارت سے سیدنا یعقوب علیہ السلام پر کم ہمتی، بزدلی اور بے حمیتیتی کا بہتان باندھا گیا ہے جبکہ پیغمبر کبھی اس طرح کے طرز عمل کا مظاہرہ نہیں کر سکتے جبکہ تالمود کے مطابق پہلے تو حضرت یعقوبؑ نے خود کچھ نہیں کیا اور جب بیٹوں نے بدلا لیا تو تب بھی وہ الٹا اپنے بیٹوں کو ملامت کرتے رہے کہ اب وہ لوگ بدلہ لینے کے لئے آئیں گے اس ملک میں ابھی تو آرام ملا ہے، گویا بیٹی کی عزت سے زیادہ آرام و سکون عزیز تھا۔ قرآن مجید نے ایسے کسی واقعہ کا کوئی ذکر نہیں کیا، ظاہر ہے کہ حضرت یعقوبؑ کی عصمت پر یہ کھلم کھلا تہمت ہے جو تالمودی مصنفین کی ذہنی اختراع ہے قرآن مجید میں حضرت یعقوبؑ کے مقام و مرتبے کے بارے میں ارشاد ہے۔

﴿وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ نَافِلَةً. وَكُلًّا جَعَلْنَا صَالِحِينَ﴾<sup>۵۱</sup>

اور ہم نے ابراہیم کو اسحاق علیہ السلام جیسا بیٹا بھی بخشا اور یعقوب جیسا پوتا بھی انعام مزید کے طور پر اور ان سب کو ہم نے اعلیٰ درجے کا نیک بخت بنایا تھا۔

یوسفؑ کی گمشدگی پر حضرت یعقوبؑ کا ماتم:

قرآن میں ”صبر جمیل“ کے الفاظ ہیں<sup>۵۲</sup>، جن کا لفظی ترجمہ ”اچھا صبر“ ہو سکتا ہے۔ اس سے مراد ایسا صبر ہے جس میں شکایت نہ ہو، فریاد نہ ہو، جزع فزع نہ ہو، ٹھنڈے دل سے اس مصیبت کو برداشت کیا جائے، جو ایک عالی ظرف انسان پر آپڑی ہو مگر تالمود یہاں حضرت یعقوب علیہ السلام کے تاثر کا نقشہ بھی کچھ ایسا کھینچتی ہیں، جو کسی معمولی باپ کے تاثر سے کچھ بھی مختلف نہیں ہے۔ یعقوبؑ کے بیٹے ان کے پاس پہنچے اور کہا۔

"Behold, we gathered our herds together and proceeded upon the road to Shechem, and this coat we found by the way, in the wilderness, torn, smeared with blood, and trampled in the dust. Examine it, we pray thee, and see whether or not it be the coat of thy son." Jacob immediately recognised Joseph's coat, and fell with his face to the ground. He remained motionless for a long time, and then he arose and wept aloud, crying, " It is my son's coat."<sup>۵۳</sup>

دیکھو، ہم اپنے ریوڑوں کو اکٹھے چرا رہے تھے، اور جب ہم شکم کے راستے پر آگے بڑھے اور بیابان میں راستے پر یہ قبا بھٹی ہوئی، خون کے ساتھ ملی ہوئی اور مٹی میں گندھی ہوئی ملی، اب تو پہچان کہ یہ تیرے بیٹے کی قبا ہے یا نہیں، یعقوبؑ نے اس قبا کو پہچان لیا، یعقوبؑ بیٹے کی قمیص پہچانتے ہی اوندھے منہ زمین پر گر پڑا اور دیر تک بے حس و حرکت پڑا رہا، پھر اٹھ کر بڑے زور سے چیخا کہ ہاں یہ میرے بیٹے ہی کی قمیص ہے اور وہ ساہا سال یوسف کا ماتم کرتا رہا۔“

### حضرت یوسفؑ کی عزیز مصر کے ہاتھوں پٹائی:

عزیز مصر کی بیوی کا یوسف علیہ السلام پر فریفتہ ہو کر خواہشِ نفس کی تکمیل کیلئے مکر کرنا اور یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی کی تفصیل قرآن کریم میں مذکور ہے۔ تالمود کی عبارت میں یہ بات واضح ہے کہ عورت نے پورے واقعے کے بعد گھرا ایک لڑکے کو بھیج کر سب مردوں کو بلوانے کا کہا، جب وہ گھر پہنچے تو اس نے اونچی آواز میں آہ و زاری کی اور یوسفؑ کی ہوس پرستی کی کہانی بنا ڈالی، کہ میں نے اس کا پیرا بہن پکڑا تو وہ خوفزدہ ہو کر بھاگ نکلا۔ ملاحظہ ہو۔

“The men repeated these charges to Potiphar, who returned to His house in a great rage against Joseph, and commanded at once that the lad should be whipped severely. During the infliction of this punishment Joseph cried aloud, raising his hands to Heaven, " Thou knowest, oh God," said he, " that I am innocent of all these things ; wherefore, shall I die through falsehood”<sup>۵۴</sup>

آدمیوں نے یہ واقعہ فوطیفار (عزیز مصر) کو بتایا، وہ یوسف کے خلاف سخت غصے میں گھر آیا۔ اور اسے سختی سے کوڑے لگانے کا حکم دیا، اس سزا کی تکلیف میں یوسفؑ نے اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھا کر بلند آواز میں چلا کر کہا۔ اے خدا تو جانتا ہے کہ میں بے گناہ ہوں، کیا میں اس جھوٹ کے باعث مارا جاؤں گا۔

اس عبارت سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یوسفؑ کسی عام فرد کی طرح مار کھاتے رہے اور چلا کر خدا کو پکارتے رہے حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے اور نبی کی عصمت کے منافی ہے کہ نبی مار کھا کر یوں آہ و زاری کرے، مزید تالمود کا بیان ہے کہ عزیز مصر نے اس معاملے کو عدالت میں پیش کیا، یوسفؑ کو پٹوانے والی بات یہودیوں کی اپنی اختراع ہی ہے، کیونکہ قرآن کے مطابق جب موقع پر ایک گواہ نے گواہی دے دی اور وہ گواہی یوسف علیہ السلام کے حق میں جاتی تھی اور عزیز مصر نے تو اس وقت ہی کہہ دیا تھا فَلَمَّا رَأَىٰ قَيْصُصَهُ فُؤِدٌ مِّنْ دُونِ قَالٍ لَّهُ مِّنْ كَيْدِكُمْ ۖ

جب اس نے اس کی قمیص پیچھے سے پھٹی ہوئی دیکھی تو اس نے کہا یقیناً یہ تم عورتوں کے فریب میں یقیناً تمہارا فریب بہت بڑا ہے۔

قرآن کے مطابق صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ معاملہ موقع پر ہی نپٹا لیا گیا تھا، اور کسی عدالت میں لے جانے کی نوبت نہیں آئی تھی پھر آخر تالمود کی عبارت سے کس طرح یہ باور کر لیا جائے کہ ایک ایسا ذمی وجاہت آدمی اپنی بیوی پر اپنے غلام کی دست درازی کا معاملہ مار پیٹ کے بعد خود عدالت میں لے گیا ہوگا۔

**حضرت یعقوبؑ کی وفات پر حضرت یوسفؑ کا ستر دن کا ماتم:**

تالمود کے مطابق حضرت یوسفؑ حضرت یعقوبؑ کی وفات پر صبر کا مظاہرہ کرنے کی بجائے ماتم اور واویلا کرتے رہے ملاحظہ ہو۔

“When Joseph saw that his father was dead he fell upon the cold face, upon the cold face, and wept bitterly, and cried aloud in anguish, "My father ; oh, my father... Then Joseph commanded the physicians to embalm his father's body, and he, with all his family and relatives and Egyptian friends, lamented for seventy days”.<sup>۵۱</sup>

جب حضرت یوسفؑ نے دیکھا کہ اس کا باپ مر گیا، تو اس کے چہرے سے لپٹ کر بہت رویا، اور سخت ذہنی اذیت میں بلند آواز سے چلانے لگا، اے میرے باپ، اے میرے باپ، اے میرے باپ، یعقوبؑ کے گھرانے کے سب لوگوں نے اپنے کپڑے پھاڑے، اور ٹاٹ اوڑھ کر خاک میں بیٹھے، اور اپنے قبیلے کے سردار کے لئے ماتم کیا، اور مصری جو یعقوبؑ کو جانتے تھے انہوں نے بھی اس کے لئے ماتم کیا۔ تب یوسفؑ نے طبیبوں کو اپنے باپ کی لاش میں خوشبو بھرنے کا حکم دیا، اور اس نے اپنے خاندان، خاندان اور مصری دوستوں سمیت ستر دن تک ماتم کیا۔

اس عبارت سے واضح ہے کہ حضرت یوسفؑ پر جو یہ الزام لگایا جا رہا ہے وہ کبھی بھی کسی نبی کے شایان شان نہیں لیکن تالمودی مصنفین تو اس کو ستر دن کے ماتم میں لکھتے ہوئے بھی کوئی ندامت محسوس نہیں کرتے خواہ نبی کی عصمت پر کتنی ہی بڑی تہمت صادر ہو جائے۔

**حضرت زکریاؑ کے قتل کا اعتراف:**

حضرت زکریا علیہ السلام "بنی اسرائیل" کے جلیل القدر انبیاء میں سے ہیں، یہود نے تالمود میں زکریا علیہ السلام کے قتل کا اعتراف اس انداز میں کیا ہے:

“When the city have been captured he marched with his princess and officers into the Temple, on one of the walls he

found the mark of an arrow's head as though somebody had been killed or hit near by, and he asked. Who was killed here: "Zachariah the son of Yehoyadh, the high priest answered the people; he rebuked us incessantly on account of our transgressions, and we tired of his words, and put him to death". ۵۷

جب بخت نصر نے ہیكل کو فتح کر لیا تو ہیكل میں سیر کے دوران اس نے ہیكل کی ایک دیوار پر تیر کے سرے کا نشان دیکھا جیسے کسی کو اس کے نزدیک مارا گیا یا قتل کیا گیا ہو اور اس نے پوچھا کہ کون یہاں قتل کیا گیا تھا؟ تو لوگوں نے جواب دیا کہ ”سردار کاہن یہویدع کا بیٹا زکریا، اس نے ہمیں ہماری خلاف ورزیوں پر مسلسل جھڑکا اور ہم اس کی باتوں سے اکتا گئے اور اسے قتل کر دیا۔“

قرآن عزیز نے متعدد جگہ یہود کی فتنہ پردازیوں کی تفصیل بیان کرتے ہوئے یہ کہا ہے کہ انہوں نے اپنے نبیوں اور پیغمبروں کو بھی قتل کئے بغیر نہیں چھوڑا چنانچہ آل عمران میں ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَيَقْتُلُونَ الَّذِينَ يَأْمُرُونَ بِالْحَسَنِ مِنَ النَّاسِ فَسَبِّحْهُمْ بِعَذَابٍ آلِيمٍ﴾ ۵۸

جو لوگ انکار کرتے ہیں اللہ کے حکموں کا اور ناحق پیغمبروں کو قتل کرتے ہیں اور (نبیوں کے سوا) جو لوگ ان کو انصاف کرنے کا حکم کرتے ہیں ان کو (بھی) قتل کرتے ہیں تو ان کو دردناک عذاب کی خوش خبری سنادو۔

عصبت کی بنیاد پر حضرت موسیٰؑ کے ہاتھوں عمد آقتل:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تذکرہ کے سلسلے میں قرآن حکیم کا بیان ہے کہ ان کے ہاتھوں سے ایک قبطی مارا گیا تھا، جس کو موسیٰ علیہ السلام نے تنبیہاً ایک مڑا مارا تھا، جس سے وہ مر گیا، یہ قتل عمد ہر گز نہیں تھا۔ جبکہ تالمود حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کو قتل عمد کا مجرم ٹھہراتی ہیں۔ یہی بات تالمود میں بھی بیان کی گئی ہے کہ:

“When he was about eighteen years old, Moses visited his father and mother in Goshen; and going also where his brethren were working he saw an Egyptian smiting a Hebrew, and he killed the Egyptian and fled from Egypt, as the occurrence is related in the Bible”. ۵۹

جب موسیٰ علیہ السلام کی عمر اٹھارہ سال تھی وہ اپنے باپ اور ماں سے ملنے جوشن کے علاقہ میں گیا، اور وہاں بھی گیا جہاں اس کے بھائی کام کر رہے تھے اور اس نے ایک مصری کو عبرانی پر ظلم کرتے ہوئے دیکھا اور اس نے مصری کو قتل کر دیا اور مصر سے بھاگ گیا۔



ایک حکیم و دان آدمی، جسے آگے چل کر ایک اولوالعزم پیغمبر ہونا تھا اور جسے انسان کو عدل و انصاف کا ایک عظیم الشان قانون دینا تھا، ایسا اندھا قوم پرست نہیں ہو سکتا کہ اپنی قوم کے ایک فرد سے دوسری قوم کے کسی شخص کو لڑتے دیکھ کر آپے سے باہر ہو جائے اور جان بوجھ کر اُسے قتل کر ڈالے لیکن تالمود یہی کچھ بیان کر رہی ہے۔ جبکہ قرآن مجید کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نبوت کے ملنے سے پہلے کا واقعہ تھا، جو کہ غیر ارادی فعل تھا اور حضرت موسیٰ کا قتل کا ارادہ ہرگز نہ تھا چنانچہ موسیٰ نے اسی وقت اس فعل کی نسبت شیطان کی طرف کی تھی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿وَدَخَلَ الْمَدِينَةَ عَلَىٰ حِينٍ غَفْلَةٍ مِّنْ أَيْبَاهَا فَوَجَدَ فِيهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلَانِ. بَدَا مِنْ شَيْعَتِهِ وَبَدَا مِنْ عَدُوِّهِ. فَاسْتَعَاثَهُ الَّذِي مِنْ شَيْعَتِهِ عَلَى الَّذِي مِنْ عَدُوِّهِ. فَوَكَرَهُ مُوسَىٰ فَقَضَىٰ عَلَيْهِ. قَالَ بَدَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ. إِنَّهُ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِينٌ﴾<sup>۶۰</sup>

اور ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ موسیٰ شہر میں ایسے وقت پہنچے کہ اہل شہر غفلت میں پڑے سو رہے تھے تو انہوں نے وہاں دو آدمیوں کو آپس میں لڑتے پایا ایک تو ان کی اپنی جماعت کا تھا اور دوسرا ان کے دشمنوں میں سے سو اس شخص نے جو کہ آپ کی جماعت میں سے تھا آپ کو اس شخص کے خلاف مدد کے لئے پکارا جو کہ اس کے دشمنوں میں سے تھا اس پر موسیٰ نے اس کو ایک ایسا گھونسا رسید کیا کہ اس کا کام تمام کر دیا اس خلاف توقع حادثہ پر موسیٰ نے کہا یہ تو شیطان کی کارستانی سے ہو گیا واقعی وہ بڑا ہی گمراہ کن کھلا دشمن ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اپنے میزبان کی بیٹی صفورہ پر نظر عنایت:

یہاں پھر بنی اسرائیل کی ایک کرم فرمائی ملاحظہ ہو، جو انہوں نے اپنے جلیل القدر نبی اور سب سے بڑے محسن پر کی ہے۔

تالمود میں کہا گیا ہے کہ:

“And Moses lived with Re'uel, and he looked with favour upon Ziporah, the daughter of his host, and married her”.

”موسیٰ رعوئیل کے ہاں رہنے لگے اور وہ اپنے میزبان کی بیٹی صفورہ پر نظر عنایت رکھتے تھے، یہاں تک کہ

آخر کار انہوں نے اس سے بیاہ کر لیا۔“

## حضرت موسیٰ کا رسالت کو قبول کرنے میں تامل و پس و پیش:

اس واقعہ کو تالمودیوں بیان کرتی ہے:

”اللہ تعالیٰ اور حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کے درمیان سات دن تک اسی بات پر رد و کد ہوتی رہی۔ خدا کہتا رہا کہ نبی بن، مگر موسیٰ (علیہ السلام) کہتے رہے کہ میری زبان ہی نہیں کھلتی تو میں نبی کیسے بن جاؤں؟ آخر خدا نے کہا: میری خوشی یہ ہے کہ تو ہی نبی بن۔ اس پر حضرت موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا کہ لوط (علیہ السلام) کو بچانے کے لیے آپ نے فرشتے بھیجے، ہاجرہ جب سارہ کے گھر سے نکلی تو اس کے لیے پانچ فرشتے بھیجے اور اب اپنے خاص بچوں (بنی اسرائیل) کو مصر سے نکلوانے کے لیے آپ مجھے بھیج رہے ہیں۔ اس پر خدا ناراض ہو گیا اور اس نے رسالت میں اُن کے ساتھ ہارون (علیہ السلام) کو شریک کر دیا اور موسیٰ (علیہ السلام) کی اولاد کو محروم کر کے کہانت کا منصب ہارون کی اولاد کو دے دیا۔“<sup>۳۲</sup>

مندرجہ بالا تالمودی روایت سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ رسالت کے منصب کو قبول کرنے کی بجائے خدا کے سامنے جتیتیں اور تاویلات پیش کر رہے ہیں، اور یہ بھی اعتراض کرتے ہیں کہ باقی جگہوں پر فرشتوں کو بھیجا لیکن یہاں مجھے ہی کیوں بھیجا جا رہا ہے اور ہارون کی رسالت اللہ تعالیٰ نے موسیٰ سے ناراض ہو کر عطا کی ہے، بلکہ موسیٰ کی اولاد کہانت کے منصب سے بھی محروم کر دی گئی۔ یہ عبارت واضح طور پر حضرت موسیٰ کی عصمت پر اعتراض پیدا کرتی ہے، جبکہ قرآن کی رو سے اللہ تعالیٰ موسیٰ سے خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”جا، تو اور تیرا بھائی میری نشانوں کے ساتھ اور دیکھو تم میری یاد میں سستی نہ کرنا، جاؤ تم دونوں فرعون کے پاس کہ وہ سرکش ہو گیا ہے۔ اس سے نرمی کے ساتھ بات کرنا، شاید کہ وہ نصیحت قبول کرے یا ڈر جائے۔ دونوں نے عرض کیا: پروردگار! ہمیں اندیشہ ہے کہ وہ ہم پر زیادتی کرے گا یا بیل پڑے گا۔ فرمایا: ڈرو مت، میں تمہارے ساتھ ہوں، سب کچھ سن رہا ہوں اور دیکھ رہا ہوں، جاؤ اس کے پاس اور کہو کہ ہم تیرے رب کی پیغمبر ہیں۔“<sup>۳۳</sup>

دوسرے مقام پر سورۃ الصافات میں ارشادِ باری ہے:

﴿وَلَقَدْ مَنَّا عَلَىٰ مُوسَىٰ وَبَنُوْنَ، وَنَجَّيْنَاهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكُفْرِ الْعَظِيمِ، وَنَصَرْنَاهُمْ فَاكْفَرُوا بِمُؤْمِنِي الْعَالَمِيْنَ، وَآتَيْنَاهُمَا الْكِتَابَ الْمُسْتَبِيْنَ، وَبَدَّيْنَاهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ، وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْآخِرِيْنَ، سَلْمًا عَلَىٰ مُوسَىٰ وَبَنُوْنَ، اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ﴾<sup>۳۴</sup>

”اور بلاشبہ احسان کیا ہم نے موسیٰ اور ہارون (علیہما السلام) پر بھی۔ اور نجات دلائی ہم نے ان دونوں کو اور ان کی قوم کو بلائے عظیم سے۔ اور مدد کی ہم نے ان کی، سو ہو کر رہے وہی غالب۔ اور دی ہم نے ان کو ایک کتاب، ہر بات واضح کرنے والی، اور دکھائی ہم نے انہیں راہِ راست اور باقی رکھا ہم نے ان دونوں کے لیے پچھلی نسلوں

میں۔ یہ کہ ”سلام ہو موسیٰ اور ہارون پر“۔ بلاشبہ ہم ایسی ہی جزادیتے ہیں اچھا اور معیاری کام کرنے والوں کو اور یقیناً وہ دونوں تھے ہمارے مومن بندوں میں سے۔“

تالمود میں پائے جانے والے مندرجہ بالا مباحث ثابت کرتے ہیں کہ عہد نامہ قدیم اور تالمود کی تشریحات رد و بدل اور تحریف پر مبنی ہیں کیونکہ اللہ کا کلام ایسی توہین آمیز تشریحات پر مشتمل نہیں ہو سکتا یہودی مصنف اسحاق وائز اپنی کتاب Judaism میں تالمود میں تحریف کو تسلیم کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

“Biblical laws were changed during the period of history recorded in clap Bible, so afterward the laws, amendments, and changes could be made, which are recorded in the Mishnah and Talmud”.<sup>۶۵</sup>

تاریخ میں تورات کے احکام وقت کے ساتھ تبدیل ہوتے رہے جو کہ بائبل میں موجود ہیں، اس کے بعد بھی قوانین میں تبدیلیاں اور تحریف ہوتی رہی ہیں اور مزید ہو سکتی ہیں، جو سب کی سب مشناہ اور تالمود میں محفوظ کی گئی ہیں۔

### خلاصہ بحث:

مندرجہ بالا عبارات کے اقتباسات سے واضح ہوتا ہے کہ تالمود کا نظریہ انبیاء کرام کی عصمت کے بارے میں وہی ہے جو عہد نامہ قدیم کا ہے۔ اگرچہ بعض واقعات میں عہد نامہ قدیم اور تالمود میں واضح تضاد بھی پایا جاتا ہے۔ تاہم انبیاء کرام کی توہین و تنقیص اور انہیں ایک انتہائی عام قسم کا شخص بنا کر پیش کرنا دونوں کتابوں کی قدر مشترک ہے۔ تالمود بھی عہد نامہ قدیم ہی کی طرح عصمت انبیاء کرام کی نفی کرتی ہے۔ یہاں تک کہ خاص وہ انبیاء کرام جو بنی اسرائیل کی طرف مبعوث کئے گئے ان کی عظمت و عصمت بھی خود اپنے ہی پیروکاروں کی زبان و قلم سے محفوظ نہ رہی چہ جائیکہ دیگر انبیاء کرام محفوظ رہتے۔ تالمود میں یہ توہین آمیز عبارات ثابت کرتی ہیں کہ سابقہ الہامی کتب اور ان کی تشریحات کی حیثیت الہامی نہیں بلکہ انسانی ہے، اور عصمت انبیاء کے منافی یہ عبارات سابقہ کتب میں تحریف کی کھلی دلیل ہیں جب ان انبیاء کرام سے متعلق قرآن مجید کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے، کہ قرآن ہی وہ واحد کتاب ہے جو انبیاء کی عصمت اور عظمت کی اصل محافظ ہے۔

## حواشی و حوالہ جات

- ۱- پطرس عبد الملک، دکتور، قاموس الکتب المقدس، دکتور جون الکزینڈر تھامسن، استاذ ابراہیم مطر۔ دار الشیخ الاسلامیہ، ص ۱۵۴
- 2- Johannes Friedrich Bleek, An Introduction to the Old Testament, London, Bell & Daddy Volume 1, PP 108.
- 3- Accessed on September 6, 2017,  
[http://www.bbc.com/urdu/interactivity/poll/story/2006/08/printable/060804\\_voices\\_\\_week\\_four.shtml](http://www.bbc.com/urdu/interactivity/poll/story/2006/08/printable/060804_voices__week_four.shtml)
- 4- Leo Auerbach, The Babylonian Talmud In Selection, P. 11.
- 5- F. Warne, The Talmud: Selections from the Contents of that Ancient Book, F. Warne, 1868, P. 1.
- ۶- سٹیفن بشیر، تاملو، مکتبہ عنادیم، سادھوکی، گوجرانوالہ، ص ۱۲
- 7- Corrigan. Jews, Christians, Muslims: A Comparative Introduction to Monotheistic Religions. Upper Saddle River: Prentice Hall, 1998. P 21.
- 8- Fishbane, Michael A. Judaism: Revelation and Traditions. San Francisco: HarperCollins, 1987. P. 42.
- 9- H. Polano, The Talmud, Wentworth Press, P.19.
- ۱۰- سورة الانعام: ۶: ۱۶۴
- 11- H. Polano, The Talmud, P.22.
- 12- Ibid, P.23.
- ۱۳- کتاب پیدائش: ۸: ۶
- ۱۴- کتاب پیدائش: ۷: ۱
- 15- H. Polano, The Talmud, Wentworth Press, P.19, P.23.
- 16- Ibid, P.24.
- 17- Ibid, P.25.
- ۱۸- سورة هود: ۱۱: ۴۲، ۴۳
- 19- H. Polano, The Talmud, P.25, 26.
- 20- Ibid, P.44.
- 21- Ibid, P.44-45.
- ۲۲- سورة مریم: ۱۹: ۴۱
- ۲۳- سورة الانبیاء: ۲۱: ۷۵، ۷۶
- 24- H. Polano, The Talmud, P.49.

- ۲۵ - کتاب پیدائش ۱۹: ۳۰
- 26- H. Polano, The Talmud, Wentworth Press, P.19, P.50
- 27- Ibid, P.51.
- ۲۸ - سورۃ مریم ۱۹: ۵۵، ۵۴
- 29- H. Polano, The Talmud, P.53-54.
- ۳۰ - سوختن: سوختنی؛ جلنے یا جلانے کے قابل، پھونک دے جانے کے لائق، فارسی مصدر سوختن کے ساتھ فارسی قاعدے کے تحت 'می' بطور لاحقہ صفت بڑھانے سے 'سوختنی' حاصل ہوا۔ اردو میں بطور صفت استعمال ہوتا ہے اور ۱۷۸۴ء کو "دیوانِ درد" میں تحریراً مستعمل ملتا ہے۔
- ۳۱ - سورۃ ابراہیم ۱۴: ۳
- 32- H. Polano, The Talmud, P.52,53.
- 33- Ibid, P.53.
- 34- Ibid
- 35- Ibid, P.55.
- ۳۶ - کتاب پیدائش ۲۲: ۱۰، ۱۳
- 37- H. Polano, The Talmud, P.55,56
- ۳۸ - سورۃ الصافات ۳۷: ۱۰۲، ۱۰۵
- 39- Ibid, P.56.
- ۴۰ - کتاب پیدائش ۲۳: ۱، ۲
- ۴۱ - سورۃ الانبیاء ۲۱: ۵۱
- ۴۲ - سورۃ آل عمران ۳: ۶۷
- 43- H. Polano, The Talmud, P.57.
- 44- Ibid, P.60.
- 45- Ibid.
- 46- Ibid.
- 47- H. Polano, The Talmud, P.61,62.
- 48- Ibid, P.64.
- 49- Ibid, P.64.
- 50- Ibid, P.67.
- ۵۱ - سورۃ الانبیاء ۲۱: ۷۲
- ۵۲ - سورۃ یوسف ۱۲: ۱۸
- 53- Ibid, P.78.
- 54- Ibid.
- ۵۵ - سورۃ یوسف ۱۲: ۲۸

56- Ibid P.332.

57- H. Polano, The Talmud, P.115.

59- Ibid, P.120.

61- H. Polano, The Talmud, P.133.

62- Ibid P.146,147.

۵۸ - سورة آل عمران ۳: ۲۱

۶۰ - سورة قصص ۲۸: ۱۵

۶۳ - سورة طہ ۲۰: ۴۲، ۴۸

۶۴ - سورة الصفات ۳۱: ۱۱۴، ۱۲۱

65- Isaac Wise, Judaism, Applewood Books, P. 67.